www.KitaboSunnat.com

قاری محمد فیاض☆

شیخ القراء قاری اِظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ

شیخ المشایخ قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ وہ جلیل القدر شخصیت ہیں کہ بلا مبالغہ جن کی خدماتِ جلیلہ کی بدولت پاکستان میں علم تجوید وقراءات کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت قاری صاحب کی شخصیت اس اعتبار سے انتہائی اعلیٰ مقام رکھتی ہے کہ آج پاکستان میں علم تجوید وقراءات کے فروغ میں سطح اوّل کے تمام اساتذہ قراء آپ ہی کے تلامذۃ ہیں۔ قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ادارہ رُشد کے قراءات نمبرز کی مجلس مشاورت میں شامل تمام مکاتبِ فکر (اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی حضرات) کے اساتذہ علمی طور پر آپ سے فیض یاب ہیں۔ اگرچہ ہم نے اہل تشیع میں سے کوئی نمایاں شخصیت مجلس مشاورت میں شامل نہیں کی لیکن اندرون لاہور میں شیعہ حضرات کے 'قراءات کالج' کے ذمہ داران بھی حضرت قاری صاحب سے ہی سند یافتہ ہیں۔

آپ کے ہم عصر اساتذہ میں شیخ القراء قاری محمد شریف اور شیخ القراء قاری حسن شاہ صاحب رحمہما اللہ وغیرہ شامل ہیں لیکن درس وتدریس میں جس طرح آپ کا سلسلہ جاری وساری ہے شائد ہی کوئی اور شخصیت اس میں آپ کی مماثل ہو۔ اساتذہ کرام اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ قاری صاحب رحمہ اللہ اگرچہ مسلک کے اعتبار سے 'دیوبندی' تھے لیکن دیگر مکاتبِ فکر سے آپ نے کبھی تعصب کا مظاہرہ نہیں کیا۔ شیخ القراء قاری محمد ادریس حفظہ اللہ کے بقول جب کبھی سفر میں اہل حدیث مسجد آجاتی تو حضرت قاری صاحب فرماتے کہ لو بھئی! اپنی مسجد آگئی ہے، آؤ نماز پڑھیں۔

قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ جہاں ایک ماہر فن قاری تھے وہیں جلیل القدر عالم دین بھی تھے۔ علم قراءات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے سے قبل آپ جامعہ اشرفیہ میں جامع ترمذی کا درس دیا کرتے تھے۔ شیخ القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات شیخ فرماتے کہ میں پختہ عالم تھا، لیکن سب کچھ چھوڑ کر قرآن اور علوم قرآن سے اپنے آپ کو مختص کرلیا، تو ہم کہتے کہ جناب شیخ! پھر لوگ کبھی قاری اظہار احمد سے واقف نہ ہوتے، جبکہ فقہ وحدیث کے پڑھانے والے تو سینکڑوں ہیں۔

قراءات نمبر کے آخری شمارہ میں ہم نے اس احساس کے تحت کہ عرب وعجم میں ایسی شخصیت کے حالات کو قارئین کے سامنے پیش کریں جن کے فیض کی بدولت مجلّہ رُشد کی قراءات کے حوالے سے متعدد اشاعتیں منظر عام پر آئی ہیں، اس غرض سے برصغیر پاک وہند میں جس شخصیت کا ہم نے انتخاب کیا وہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ قاری صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات جاننے کیلئے قارئین کو قراءات اکیڈمی لاہور سے مطبوع کتاب سوانح قاری اظہار صاحب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ [ادارہ]

☆ فاضل ومدرّس کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھانہ بھون کا مختصر تعارف

حالات و واقعات قلم بند کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس قصبے کا ذکر کیا جائے جہاں حضرت قاری اظہار احمد تھانوی صاحب پیدا ہوئے۔ ان کی جائے پیدائش تھانہ بھون ہے، جو کہ ایک ہندو راجے کے نام سے موسوم ہے۔ اس قصبے میں بہت سے رؤساء اور صلحاءِ وقت پیدا ہوئے، جن میں نواب عنایت علی خان، حاجی امداد اللہ، حضرت حافظ ضامن علی شہید، حضرت مولانا شیخ محمد، حضرت مولانا فتح محمد خان تھانوی اور مولانا اشرف علی تھانوی شامل ہیں۔ علماء میں ملا محمد صابر تھانوی اور مولانا شیخ محمد تھانوی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ امام القراء حضرت قاری عبد المالک صاحب کا بھی تھانہ بھون میں قیام رہا۔

خاندانی پس منظر

حضرت کے آباؤ اجداد اصلاً عرب اور خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رحمہ اللہ کے ذریعے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حافظ اعجاز احمد تھانوی رحمہ اللہ، اور دادا کا نام منشی ابراہیم تھانوی تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام محمودہ بیگم ہے، جو اب بھی حیات ہیں۔ ان کے علاوہ رضیہ بیگم ان کی بہن تھی۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی ایک بڑی بہن قمر النساء ہیں۔ قاری صاحب کا دوسرے نمبر پر نام ہے اس کے بعد چھوٹی بہن زیب النساء پھر چھوٹے بھائی قاری سرفراز احمد تھانوی تلمیذ خاص حضرت مولانا قاری عبد المالک صاحب ہیں۔ حضرت کی جائے سکونت تھانہ بھون تھی جہاں مسجد پیر محمد والی میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف تھانوی کا قیام تھا اور اسے ہی مدرسہ امدادیہ کہتے ہیں۔

ننھے اظہار سے اُستاذ القراء تک

تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، جو ہندوستان کے دیگر مشہور مقامات کے مقابلے میں کم مشہور ہے لیکن جب تحریک جہاد کا نعرہ بلند ہوا تو اس غیر معروف قصبے کا نام سرخیل آزادی کے متوالوں میں سب سے بلند رہا۔ اسی قصبے میں ۹ ذوالقعدہ ۱۳۴۵ھ بروز منگل بمطابق سن عیسوی ۱۹۳۵ء دن گیارہ بجے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ''اظہار'' رکھا گیا۔

بچپن میں ننھا اظہار نہایت صحت مند اور موٹا تازہ تھا اور اکثر جب گھر سے دور نکل جاتا تو گھر والے بہت پریشان ہو جاتے اور پھر ڈھونڈ کر واپس لاتے تھے۔

ابتدائی تعلیم

آپ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پڑھنے کی لیے حکیم الامت کی خانقاہ میں قائم کردہ مدرسہ امداد العلوم میں بٹھائے گئے۔ اس کے بعد یہیں سے آپ نے حفظ بھی کیا۔

جب لڑکوں میں اس بات کی شرط لگتی کہ کون مدرسہ میں پہلے آئے گا تو سب سے پہلے قاری صاحب پہنچتے اور مسجد کا دروازہ کھلنے تک دائیں بائیں بنی سہروردی پر بیٹھ جاتے استاد صاحب یہ ذوق وشوق دیکھ کر آپ کو دعائیں دیتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم الامت بچوں سے بہت محبت کرتے تھے اس لیے انہوں نے مدرسہ کے اساتذہ کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ بچوں کو میرے سامنے بالکل سزا مت دیا کریں۔

قاری صاحب ایک دفعہ دوستوں کے ساتھ ایک ویران گھر میں امرود توڑنے گئے' جہاں انہوں نے کالے رنگ کی کھلے بالوں والی عورتیں دیکھیں جو گالیاں دے رہی تھیں' قاری صاحب گھر بھاگ آئے اور تیز بخار ہو گیا۔ قاری اظہار صاحب نے جب پہلی مرتبہ قرآن پاک سنانا چاہا تو رمضان المبارک کے ۱۵ روزے گذر چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دن میں ۲،۲ پارے سنا کر قرآن مکمل کر دیا۔ اور جب قاری صاحب نے پہلی دفعہ قرآن سنایا تو بہت زیادہ مٹھائی تقسیم کی گئی۔

حفظ قرآن کرنے کے بعد ابتدائی تعلیم خانقاہ میں قائم امداد العلوم سے حاصل کی۔ فارسی کا مروجہ نصاب تین سالوں میں مکمل کیا۔ تیسرے سال میں مولانا شریف سے فارسی کی بڑی کتابوں کے ساتھ ساتھ تاریخ، سیرت مبارکہ اور حساب پڑھا، اس دوران خوش خطی بھی سیکھی۔ علاوہ ازیں ابتدائی عربی ہدایۃ الحرۃ، ادب منطق اور فقہ کی ابتدائی کتب کے علاوہ شرح جامی ، اصول الشاشی متعدی اور شرح تہذیب وغیرہ مولانا محمد شریف سے مکمل کیں۔ حضرت قاری صاحب نے حکیم الامت سے بھی درس لیا یا کوئی کتاب پڑھی تھی، جو کہ اعزاز کی بات ہے۔

اَساتذہ کا احترام اور ان کی خدمت

قاری صاحب اپنے اساتذہ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابتدائی استاد میر احمد میرٹھی آئے تو قاری صاحب کمر کی تکلیف کے باوجود دو زانو ہو کر بیٹھے۔ مولانا محی الدین بنگالی کو رہائش کا مسئلہ ہوا تو قاری صاحب نے انہیں اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی۔

مظاہر العلوم کے شب و روز

قاری اظہار صاحب کو حصول علم کا بہت زیادہ شوق تھا، مگر ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال تھا کہ گھر والوں پر بوجھ نہ بنیں۔ چنانچہ مظاہر العلوم کو وظیفہ کی بناء پر ترجیح دی اور داخلہ لے لیا۔ قاری صاحب نے مظاہر العلوم میں پہلے سال شرح وقایہ، نور الأنوار، تعلیم المتعلم، مختصر معانی اور سلم العلوم پڑھیں۔ جبکہ دوسرے دور میں شرح عقائد، مشکوٰۃ، شرح نخبۃ الفکر اور امور عامہ کے علاوہ صحاح ستہ اور فقہ و حدیث کی تمام کتب پڑھیں۔ یہاں قاری صاحب کو بہت سے اساتذہ سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا جن میں نمایاں مولانا سرفراز احمد تھانوی، مولانا خلیق الرحمٰن کاندھلوی، عبد الشکور کامھوری اور حضرت مولانا صدیق (نحو و معانی اور منطق کے مشہور استاد) شامل ہیں۔

قاری اظہار صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ میرے لیے عظمت کا مینار تھے۔ قاری صاحب علم کے اس قدر حریص تھے کہ اکثر قولنج کی درد کے باوجود کبھی حضرت شیخ الحدیث کا درس نہ چھوڑتے۔

اس کے علاوہ قاری صاحب کو فن کتابت میں بھی مہارت حاصل تھی جب آپ کوئی چارٹ لکھتے تو لوگ بے حد تعریف کرتے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ کو برص کی بیماری لاحق تھی اس کے بارے میں وہ کہا کرتے تھے کہ شاید انہیں برص اس وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہوا ہے کہ وہ بچپن میں بہت کھٹی چیزیں کھاتے تھے۔

قاری صاحب حصول پاکستان کی جدو جہد میں پیش پیش رہے اور اس دوران بہت سے معرکے سر انجام دیئے۔ پھر جب پاکستان بن گیا تو تھانوی صاحب نے یہاں آنے کیلئے جناب مظاہر علی سے جھوٹ بولا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس جھوٹ کا ساری عمر پچھتاوا رہے گا۔

اَزدواجی زندگی

جب قاری صاحب کے گھر والے لاہور منتقل ہوئے تو ان کی شادی مظفر نگر کی ایک مہاجر خاندان کی لڑکی سے ہو گئی ان کا نکاح حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے پڑھایا۔

اَولاد

۱۹۵۶ء میں آپ کے ہاں پہلے بچے کی ولادت ہوئی۔ جس کا نام احمد ندیم رکھا گیا۔لیکن وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکا اور چودھویں دن وفات پا گیا۔ ۱۹۵۷ء میں دوسرے صاحبزادے بختیار احمد پیدا ہوئے۔ جبکہ ۱۹۵۹ء میں عمار احمد، ۱۹۶۱ء میں عمیر احمد، ۱۹۶۳ میں عزیر احمد اور ۱۹۶۶ء میں نجم الصبیح پیدا ہوئے۔ پھر ۱۹۶۸ء میں پہلی بیٹی اور ۱۹۷۴ میں دوسری بیٹی کی ولادت ہوئی۔ اس طرح حضرت کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں سے ماشاءاللہ پانچ صاحبزادے اور دونوں بیٹیاں بقید حیات ہیں۔

متفرق واقعات

۱۹۵۹ء میں شہید ملت خان لیاقت علی خان (جو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے) کو شہید کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں قاری اظہار صاحب روزنامہ انقلاب میں کام کرتے تھے۔ قاری صاحب فرماتے ہیں:

کہ جب مجھے شہادت کی خبر ہوئی، تو یہ بھی پتہ چلا کہ ۱۰ اکتوبر کی شام کو جالندھر سے چلنے والی ٹرین ۱۳ اکتوبر کی شام کو لاہور پہنچے گی۔لہٰذا اس پر سوار ہوئے اور یہ بڑے مشکل حالات میں ایک بہن کو ساتھ لے کر لاہور پہنچے۔ لاہور ریلوے اسٹیشن سے دھولی منڈی انارکلی آئے، وہاں بیس روپے ماہانہ کرائے پر ایک عمارت کے باورچی خانہ میں رہائش ملی ۔کھانا بازار سے کھانا پڑتا جس کی وجہ سے بڑی مشکل سے گزارا ہوتا۔ پھر اس عمارت کے مالک کے گھر ٹیوشن پڑھانا شروع کر دی۔ ۴۰ روپے فیس مقرر ہوئی۔ ۲۰ روپے کرائے کے کاٹ لیے جاتے۔ اس طرح ۲۰ روپے کی آمدن سے بمشکل گذر بسر ہونے لگی۔

ایک دن حضرت قاری صاحب جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں مفتی محمد حسن کے پاس گئے۔ انہیں اپنے حالات سے آگاہ کیا اور حضرت مفتی صاحب نے شفقت فرماتے ہوئے مقدس مسجد دھولی منڈی کے نزدیک ایک بلڈنگ کی چابی حضرت قاری صاحب کو عنایت فرما دی۔ قاری صاحب نے بہن کو ساتھ لیا اور وہاں پہنچ گئے۔ عمارت کافی عرصہ سے خالی تھی اسی لیے گردو غبار سے اَٹی ہوئی تھی۔ بہن نے پورے گھر کی صفائی کی اور میرے لئے ایک بیٹھک اور دار المطالعہ کے لئے دوسری منزل پر ایک کمرہ صاف کر دیا۔ یہاں پر خوب محفلیں جمتیں لوگوں کی خوب آمد ورفت رہتی چائے شربت اور دیگر لوازمات سے خاطر تواضع ہوتی رہتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت کی اہلیہ محترمہ فرماتی تھیں کہ اسی کمرہ میں قاری عبدالوہاب مکی صاحب، قاری صدیق احمد لکھنوی صاحب، حتی کہ قاری عبدالمالک صاحب بھی یہاں تشریف لاتے رہے۔ قاری اظہار صاحب شروع اوئل میں مفتی محمد حسن کے کہنے پر جامعہ اشرفیہ میں تدریس کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رہائش کے قریب مقدس مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض ادا کرتے رہے۔

عملی زندگی

قاری صاحب نے ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ''منشی فاضل'' اور ۱۹۵۴ء میں ''مولوی فاضل'' کا امتحان پاس کیا۔ اور کچھ عرصہ یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ قاری صاحب نے پرانی انارکلی چرچ روڈ پر دارالعلوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی، پھر اسی مدرسہ میں حضرت قاری عبدالمالک سے تحصیل فن تجوید وقراءت کے بعد المقری قاری اظہار احمد تھانوی بن گئے۔

استاد القراء مولانا قاری عبدالمالک صاحب سے تھانہ بھون میں قاری صاحب کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ قاری اظہار صاحب تا عمر قاری عبدالمالک صاحب کے عربی لہجے اور حسن قراءت کو نہ بھول سکے۔ دونوں حضرات ایک دوسرے سے بہت محبت رکھتے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے تقریباً ایک طرح کے حالات میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ دونوں کی وفات کا وقت ایک تھا اسکے علاوہ دونوں کی نماز جنازہ دو دفعہ پڑھی گئی۔

اک گل کے مرجھانے پر کیا گلشن میں کہرام مچا
اک چہرہ کمھلا جانے سے کتنے دل ناشاد ہوئے

قاری صاحب کا طرہ امتیاز یہ تھا کہ انہوں نے تدریس کے پیشے کیلئے کسی فرقہ کی تخصیص نہیں کی۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۳ء تک مدرسہ اہل حدیث چینیا نوالی مسجد میں بطور صدر مدرس کام کیا۔ ۱۹۶۳ء میں چینیا نوالی میں مسجد سے علیحدگی اختیار کی اور جامع مسجد اور مدرسہ تجوید القرآن کے شعبہ تجوید کو رونق بخشی۔

قاری اظہار صاحب نے اپنی بقیہ عمر اسی مدرسہ میں تجوید القرآن ہی میں گزاری آپ کی آمد اس مدرسہ کے لئے بہت بابرکت ثابت ہوئی اور آپ سے کسب فیض کرنے والوں نے بہت نام کمایا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جو شخص علم کی دولت سے مالا مال تھا وہ شخص خانگی امور میں انتہائی پریشان رہا۔

جامع مسجد چوبرجی کوارٹر میں امامت وخطابت

ستمبر ۱۹۶۱ء میں حضرت قاری صاحب جامع مسجد چوبرجی گورنمنٹ کوارٹر ملتان روڈ لاہور تشریف لائے۔ قاری صاحب نے تیس سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد آخری جمعہ پڑھایا اور یہیں پر وفات پائی۔

کرو اللہ کی ہی صرف تم بڑائی
کہ دنیا میں ہے اسی کی بادشاہی

سانحہ ہوا یہ جہان علم وفن میں
''قاری اظہار احمد تھانوی کی جدائی''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی مقابل حسن قراءت منعقدہ کوالالمپور ملائیشیا میں منصفی کے فرائض

۱۹۶۹ء میں حضرت قاری صاحب عالمی مقابلہ حسن قراءت منعقدہ کوالالمپور ملائیشیا میں پاکستان کی طرف سے جج نامزد کر دیئے گئے ، نیز دو قاری صاحبان بھی شرکت کے لئے بھیجے گئے۔۱۹۷۴ء میں حضرت قاری صاحب حج بیت اللہ کے لئے سعودی عرب گئے وہاں لوگوں نے فرمائش کی کہ تلاوت سنائیں تو انہوں نے الحمد شریف سنائی لیکن ضعیف العمری کی وجہ سے سانس پھول گیا۔

مارچ ۱۹۸۴ء میں عالمی مقابلہ حسن قراءت منعقدہ مکہ مکرمہ میں حضرت قاری صاحب کو پھر جج بنا کر پاکستان کی نمائندگی کے لئے بھیجا گیا۔ جہاں قاری صاحب کو واپسی پر غلاف کعبہ کا ٹکڑا ہدیہ کے طور پر دیا گیا، جو کہ قاری صاحب کی وفات پر آدھا کاٹ کر آپ کے سینے پر رکھ دیا گیا۔

۱۹۸۵ میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے جب اسلامی علوم وفنون کو فروغ دینے کے لئے اسلام آباد یونیورسٹی قائم کی تو قاری صاحب کو شعبۂ قراءت کے لئے منتخب کیا۔آپ مسلم شریف اور ہدایہ کی کلاسیں بھی لیتے رہے۔

تمغۂ حسن کارکردگی

۱۴ اگست ۱۹۸۷ میں حکومت پاکستان نے خدمات کے اعتراف کے طور پر قاری اظہار صاحب کو تمغۂ حسن کارکردگی کے لئے نامزد کیا اور ۲۳ اگست ۱۹۸۸ء کو صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم نے حضرت قاری صاحب کو اس تمغہ سے نوازا۔

حضرت قاری صاحب کی وفات حسرتِ آیات

قاری صاحب نے ۱۶ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز سوموار حسب معمول یونیورسٹی میں پڑھایا پھر ان کے شاگرد آ گئے۔ شاگردوں کو رخصت کر کے اپنے پرچے بنانے بیٹھ گئے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے آرام کی غرض سے لیٹے۔

۱۷ دسمبر صبح ان کے بیٹے اور بہو سمجھے کہ شاید تھکاوٹ ہوگئی ہے اس لیے فجر کی نماز پڑھ کر دوبارہ لیٹ گئے ہیں۔ ناشتے کے لئے بھائی اٹھانے گئے تو یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ حضرت قاری صاحب جہانِ فانی سے کوچ کر گئے ہیں، چونکہ بظاہر موت کے اثرات نہیں نظر آ رہے تھے اس لیے بیٹے نے فون پر ڈاکٹر کو بلایا تو ڈاکٹر نے وفات کی تصدیق کر دی۔فوراً لال مسجد کے خطیب اور جامع مسجد فریدیہ کے مہتمم کو اطلاع کی گئی جنھوں نے غسل دیا اور کفن پہنایا ان کی پہلی نماز جنازہ یونیورسٹی کے سامنے سبزہ زار میں ہوئی۔ پھر لاہور میں چوبرجی کوارٹر کے بڑے گراؤنڈ میں دوبارہ نماز جنازہ ہوئی۔لوگوں کا بہت بڑا اژدہام تھا۔ چوک چوبرجی کے نزدیک لاہور کے قدیم اور مشہور قبرستان [میانی صاحب] میں قاری صاحب کی آخری آرام گاہ بنی۔حضرت مولانا ادریس عاصم لاہوری اور مولانا قاری ظہور الحسن نے حضرت قاری صاحب کے جسدِ خاکی کو قبر میں اتارا۔

رنج وغم کی چھا گئی قراءات کی دنیا میں گھٹا
ہر طرف آہ وفغاں کی آ رہی ہے یہ صدا
کر گئے اظہار احمد جہاں سے بھی انتقال
جن کے غم میں آج ہے ہر فرد ملت پر ملال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے فن تجوید وقراء ت کے بلاشک جو امام
جن کے دم سے جاری وساری رہا یہ فیض عام
حافظوں میں، قاریوں میں، جو تھا موتی آبدار
ذات جن کی تھی حقیقت میں سلف کی یادگار
دولت علم وعمل سے جن کا دل تاباں رہا
جب تلک زندہ رہا تو بے گماں شاداں رہا
کیوں نہ دیں اہل وطن تجھ کو عقیدت کا خراج
سبھی تو سبھی کے واسطے لاریب تھا ہنس مزاج
آؤ سبحانی کریں مرحوم کے حق میں دعا
جنت الفردوس میں دے جگہ ان کو خدا

(مولانا نذیر احمد سبحانی)

تھانوی صاحب کے اخلاق وعادات

قاری کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ آج ہمارے والدمحترم کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً ۲ سال ہو گئے ہیں۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل کا وہ دن ہم سے ہماری محبوب ہستی چھین کر لے گیا۔ قاری صاحب سچے، کھرے اور انتہائی سادہ فطرت کے مالک تھے۔ جیسا کہ کسی فلسفی نے کہا ہے:

''وہ عمر بھر کیوٹ کے درخت کی مانند خوشبو لٹاتا اور اپنے ماحول میں اجالا کرتا رہا اور اسے اس کی خبر تک نہ تھی۔''

اللہ تعالی آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔

بقول قاری نجم الصبیح تھانوی قاری صاحب رحمہ اللہ کے حالات

حضرت قاری صاحب کے عادات واطوار کے متعلق ایک بات سب سے پہلے عرض کروں کہ ہر شے اور ہر بات کی اچھائی کو قرآن وسنت سے تعبیر دیتے۔

قاری صاحب ایک اچھے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے باپ بھی تھے جنہوں نے تمام عمر اپنے بچوں کی مالی ضرورتوں اور اخلاقی تربیت کا خیال رکھا۔ بقول قاری نجم الصبیح، قاری صاحب کو قرآن پاک کی تلاوت سے عشق تھا اور حسن قراءت کے لئے ہر وقت دوسروں کی اصلاح کرتے رہتے۔ اس کے علاوہ نماز انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی ترک نہ کی۔ مطالعہ کے بے حد شوقین تھے۔ انداز خطابت نہایت اعلی تھا۔

حکیم محمد رمضان الحسن صاحب قاری اظہار احمد تھانوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ علم کے ایک نایاب خزانے کے مالک تھے۔ جس کی کمی اب شائد ہی پوری ہو سکے۔ قاری صاحب کو قرآن پڑھنے سے اس قدر لگاؤ تھا کہ اچھی قراءت والے لوگوں سے ملنے کے لئے بے چین رہتے۔ ہمیشہ دھیمے لہجے میں بات کرتے اور کھل کر اظہار کرتے تھے گویا اسم بامسمی تھے۔ قاری صاحب خود بھی علم کا سمندر تھے اور ان سے سیکھنے والوں نے بھی بہت نام کمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری محمد فاروق عباسی کے الفاظ

قاری محمد فاروق (قاری اظہار صاحب کے شاگرد) بتاتے ہیں کہ انہیں بہت سے اساتذہ سے پڑھنے کا موقع ملا، مگر قاری صاحب اپنے مخصوص عادات وخصوصیات کی بناء پر سب سے بھاری رہے اور اگر آپ کے تلامذہ پر نظر ڈالیں تو ہر مکتبہ فکر کے حامل قراء نظر آتے ہیں جن میں دیو بندی، اہل حدیث، بریلوی اور اہل تشیع تمام نمایاں ہیں۔

آخر میں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک سے دعا ہے کہ وہ آپ کی خدماتِ عالیہ کو قبول ومنظور فرمائے۔ اور ہمیں آپ کے انداز واطوار پر خدمتِ قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

قاری محمد طیب فقیر

قاری محمد طیب فقیر اپنے دور تلمیذ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قاری صاحب چوبیس گھنٹے اپنی منزل دہراتے رہتے اور مجھے کہتے کہ روزانہ کم از کم ایک سپارہ ضرور پڑھا کرو اور پڑھتے وقت سانس بار بار نہ لو۔ طریقہ تعلیم انوکھا، سمجھانے کا انداز دلنشین اور پڑھانے کا انداز نہایت مشفقانہ ہوتا تھا۔

قاری عنایت اللہ ربانی کاشمیری اظہار حق میں فرماتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک اس انبوہ حیفاء میں بعض اوقات ایسی جمیع صفات کی حامل شخصیات پیدا فرماتے ہیں جو بجا طور پر اپنی ذات، علمی مقام، اور اعلیٰ کردار کی بدولت ایک انجمن کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کو چلتا پھرتا مدرسۂ علم کہنا زیادہ بہتر ہے۔

مزید فرمایا:

''آپ کی حیثیت وشخصیت محتاج تعارف نہ تھی اور نہ ہے۔ آپ کا علم، عمل، اخلاق، کردار، گفتار، درس وتدریس، تعلیم وتعلم، تصنیف وتالیف، ملنساری، مہمان نوازی، شفقت ومہربانی، عبادت وریاضت اور معاملات غرض ہر ایک پہلو ہم دینی علوم کے طلباء کے لیے عموماً اور ہر ایک نیک صالح انسان کے لئے لازماً قابل تقلید نمونہ تھا۔''

قاری اظہار صاحب سچے عاشق قرآن تھے مالی حالات کمزور ہونے کے باوجود دور دراز محافل قراءات میں شرکت کرتے۔

قاری محمد عثمان

استادگرامی کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کا ہمارے مدرسے میں قیام اللہ کی بڑی نعمت تھی۔

قاری محمد اسماعیل گرجاکھی فرماتے ہیں

حضرت قاری صاحب کی شخصیت پورے برصغیر میں منفرد حیثیت رکھتی تھی۔ ایک دفعہ سفر کے دوران میرے دل میں یہ گمان پیدا ہوا کہ شاگرد ہونے کے ناطے سے قاری صاحب مجھے کہیں گے کہ ٹکٹ لاؤ۔ مگر وہ مجھے ایک بنچ پر بٹھا کر خود ٹکٹ لینے چلے گئے۔ میں نے آج تک ایسا مشفق استاذ نہیں دیکھا۔

حافظ فیاض احمد فیاض

حافظ فیاض احمد فیاض کی قاری صاحب کے ساتھ علیک سلیک تب سے تھی جب قاری صاحب جلسوڑیوالی مسجد میں شعبہ تجوید کے استاد تھے۔ حافظ فیاض صاحب کو قاری صاحب کے ساتھ بہت سے تاریخی مقامات پر جانے کا اتفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔اس دوران قاری صاحب گاڑی میں تلاوت سننے کو ترجیح دیتے اور کبھی کبھار ہلکا پھلکا مزاح بھی کر لیتے تھے۔

فقیر محمد مسعودی سیالکوٹ

اپنے استاد کے متعلق لکھتے ہیں کہ قاری صاحب کی طبیعت میں استغناء اس قدر تھا کہ ایک مرتبہ فروری ۱۹۹۰ء میں عالمی مقابلۂ حسن وقراءت ایران میں آپ کو بطور جج دعوت دی گئی، اسی مقابلہ میں پاکستان کی نمائندگی کے لئے راقم الحروف اور قاری وحید ظفر قاسمی نے شرکت کرنا تھی۔جب کراچی پہنچے تو وہاں محکمے کا کوئی بندہ نہ تھا جس پر آپ کو شدید ناگواری ہوئی۔اور فرمانے لگے کہ اگر کوئی دنیا دار امیر ہوتا تو یہ کیسے بھاگے آتے۔آپ وہاں سے واپسی کا ٹکٹ لے کر اسلام آباد چلے گئے اور تہران کا دورہ، جس کی لوگ شدید خواہش کرتے ہیں، چھوڑ دیا۔

قاری سمیع الحق جامعہ اسلامیہ

قاری سمیع الحق کو قاری صاحب کے ساتھ ایک ہی ہاسٹل میں رہنے کا اتفاق ہوا۔کہتے ہیں کہ

''آپ اپنے کریمانہ اخلاق کی بدولت لوگوں میں نہایت عزت وتوقیر کی نظر سے دیکھے جاتے۔اگر میں کہوں کہ آپ ''کان خلقه القرآن'' کی تصویر پیش کرتے تھے تو غلط نہ ہوگا۔قاری صاحب راقم الحروف کے ساتھ اولاد جیسا برتاؤ کرتے تھے اللہ انہیں اعلی درجات عطا فرمائے۔(آمین)

قاری محمد طاہر

ماہنامہ''التجوید'' کے مدیر قاری محمد طاہر کو بھی قاری صاحب سے استفادہ کرنے کا موقع ملا انہوں نے اپنے ماہنامہ کے سلسلے میں قاری صاحب سے رائے طلب کی۔قاری صاحب نے نہ صرف انہیں سراہا بلکہ خود اپنی تحریریں بھی بھجوائیں۔لکھتے ہیں کہ مرحوم ہمیشہ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔اسے سفید ٹوپی اور کرتا پاجامہ میں آپ کردار کی جھلک نمایاں ہوتی۔آپکا باطن بھی آپ کے کردار سے اجلا تھا۔

مولانا قاری عبدالحمید صاحب

قاری عبدالحمید صاحب قاری صاحب کے اقوال وفرامین کے متعلق بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ فرمایا: علماء کرام کو دنیا داروں سے بہت بے نیاز ہونا چاہیے۔بھائی تمہارے پاس دین کی دولت ہے جو روحانی نعمت ہے ان لوگوں کے پاس مادی دولت ہے۔جو وبال جان ہے۔اس تقسیم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

رضینا قسمة الجبار فینا
لنا علم وللجهال مال

ایک دفعہ احقر کو فرمانے لگے: تم لوگ شجر سایہ دار کی مانند ہو، دوسروں کو سایہ دو اور خود دھوپ میں بیٹھو۔

قاری نور الٰہی انوار اعوان

قاری نور الٰہی الریاض میں مدرس القرآن ہیں۔قاری صاحب کی وفات پر ایک مضمون لکھا۔مضمون کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ

مقدمہ ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرا نمایاں کیا کیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷ر دسمبر کو جب مجھے قاری صاحب کی وفات کی خبر ملی ایسا لگا کسی نے سائے میں سے اٹھا کر کڑکتی دھوپ میں کھڑا کر دیا ہو۔ جب میں دیار غیر میں ہوتا تو میرے گھر آ کر بچوں کے سر پر دستِ شفقت رکھتے اور انہیں نصیحتیں فرماتے۔ میرے چھوٹے بیٹے ضیاء الرحمٰن سے انہیں خاص انس تھا اس سے قرآن کا سبق سنتے تھے۔

پروفیسر قاری محمد سعید اسعد

قاری محمد سعید جامعہ پنجاب نیو کیمپس میں ادارہ تعلیم و تحقیق میں استاد ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک مکمل استاد تھے۔ مجھے قرآن سننے کا بہت شوق تھا۔ جب میں نے اپنے اشتیاق کا ان سے تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھے چینیانوالی میں قرآن سننے کی دعوت دی میں حسبِ وعدہ مدرسہ ہذا پہنچ گیا۔ حضرت قاری صاحب نے بنفس نفیس سورۃ ﴿ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾ [التکویر: ۱] کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد یونیورسٹی کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر اپنے استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے لئے حاضر ہو گیا۔

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنائی میری زندگی فسانہ

مولانا قاری ابوالحسن سیف اللہ حافظ آبادی

قاری ابوالحسن اپنے استاد کی یاد میں لکھتے ہیں کہ وہ دوران تدریس اکتاہٹ پیدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے لطائف علمیہ اور قدرے مزاح بھی فرماتے رہتے۔ حضرت کی محفل خالص علمی لطائف سے بھرپور ہوتی تھی۔ اور سبق فوراً یاد ہو جاتا تھا۔ حضرت مولانا داؤد غزنوی کی زندگی میں مدرسہ چینیانوالی میں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی ہوا، جس میں سید غزنوی رحمہ اللہ بھی تشریف لائے۔ جب قراء حضرات نے تلاوتیں فرمائیں تو سید غزنوی رحمہ اللہ کے آنسو رواں تھے خصوصا جب استاذی المحترم حضرت قاری اظہار صاحب رحمہ اللہ نے تلاوت فرمائی تو بے ساختہ رقت طاری ہوگئی اور آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی۔ گو حضرت الاستاذ ہم سے جدا ہو گئے مگر ان کے تلامذہ، جو تعداد میں بہت زیادہ ہیں، خدمت قرآن کے لئے موجود ہیں اور ان کی تصانیف تا قیامت صدقہ جاریہ بنی رہیں گی۔

قاری محمد خالد محمود

قاری محمد خالد قاری اظہار صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ۱۹۸۸ء میں جب قاری صاحب کو تمغۂ حسن کارکردگی عطا ہوا تو لوگوں نے بڑھ کر مبارکباد دی مگر آپ نے جواباً فرمایا بھائی اس تمغے کی کیا بات کرنی اصل تمغہ تو وہ ہے جو روز قیامت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ بس وہ مل جائے تو کافی ہے۔ پھر کسی چیز کی حاجت نہیں۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کے دل کی مراد پوری کرے۔ (آمین)

قاری نور احمد صاحب

قاری نور احمد لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ہفتے والے دن جلسہ تقسیم اسناد ہوا۔ بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی پھلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ ہم بارہ فارغ التحصیل طلباء تھے حضرت شیخ سندات تقسیم کر رہے تھے اور آنکھوں میں آنسو بھی تھے جب راقم رخصت ہونے لگا تو کہنے لگا جب تو مصلی بچھا کر پڑھانے کے لئے بیٹھے گا تو برداشت اور حوصلے کا مادہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر پیدا کرنا۔ دیکھ کسی کو ایسی لاٹھی نہ مارنا کہ ہڈی ہی توڑ ڈالے بلکہ زیادہ زور زجر تو بیخ پر ہی دینا۔
۱۹۹۱ء میں بعد از اصرار حضرت شیخ کو اپنے ہمراہ اپنے مدرسہ واقع عثمانوالہ قصور لے گیا۔
پورا گاؤں حضرت شیخ کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا ۔ بعد ازاں حضرت نے وہاں تلاوت بھی فرمائی۔ یہ حضرت کی کسی بھی محفل میں آخری تلاوت ہے۔ اس کے بعد جلد ہی آپ دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

قاری عبدالرشید فاروقی رحمہ اللہ

قاری عبدالرشید فاروقی نے تجوید وقراءت کے بعض مسائل قاری صاحب سے دریافت کئے تھے جنہیں انہوں نے باضابطہ تحریری شکل میں چھپوایا تاکہ لوگ فیض حاصل کرسکیں۔ یہ قاری صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

قاری تاج افسر

قاری تاج افسر جو کہ اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں استاد ہیں، لکھتے ہیں:

''تاریخ کا سوال ہو یا تفسیر کا، حدیث کا ہو یا تراجم کا، قراءت کا ہو یا رسم وفواصل کا، قاری صاحب کے جواب میں ایسا تسلسل ہوتا کہ جیسے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور جو چھوٹے چھوٹے اشکالات ہیں وہ اس کے سامنے ہلکے تنکے اور خس وخاشاک کی طرح بہہ رہے ہیں۔''

وہ دن میرے دل ودماغ پر نقش ہے جب پہلا قدم یونیورسٹی میں رکھا، قواعد وضوابط کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا چنانچہ حضرت قاری صاحب نے کمال شفقت کے ساتھ ہر مرحلہ پر میری راہنمائی فرمائی۔ قاری صاحب مرحوم نے ساری زندگی اپنے عالم ہونے کا اظہار نہیں کیا انتہائی سادہ اور درویشانہ مزاج کے آدمی تھے۔

قاری احسان احمد دانش

قاری احسان دانش قاری صاحب کی وفات پر نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے قاری صاحب کے حکم سے سعودی عرب کیلئے انٹرویو دیا۔ اور آپ کی دعاؤں کے طفیل ریاض پہنچا۔ وہاں پر مجھے اکثر خط بھیجتے اور نصیحتیں کرتے۔ پردیس کی صعوبتوں پر صبر کی تلقین کرتے۔ اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

قاری عبدالستار فاضل قراءت عشرہ

قاری عبدالستار کہتے ہیں کہ ان میں دوسروں کے احترام کا جذبہ ہر وقت غالب رہتا تھا۔ راقم نے بارہا دیکھا کہ بعض عاقبت نااندیش حضرت شیخ کے متعلق بے سروپا ہرزہ سرائی کرتے۔ یہ باتیں آپ تک پہنچتیں، لیکن نہایت بردباری اور تحمل سے برداشت کرتے اور ان کا جواب نہ دیتے۔ غیبت سے بہت دور رہتے اور اگر کبھی کوئی ایسی بات یا کلمات کہنا شروع کرتا جس سے غیبت کی بو آتی ہو تو فوراً موضوع بدل دیتے۔

اللہ تعالیٰ میرے استاد گرامی، شیخ مربی اور ماہر علوم وفنون قرآنی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قاری محمد یحییٰ رسولنگری

قاری یحییٰ رسولنگری بھی قاری صاحب کے شاگردوں میں سے تھے، وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ استاد صاحب جامعہ عزیزیہ میں بطور ممتحن تشریف لائے اور قاری محمد نور احمد صاحب سے سورۃ طٰہٰ سے ابتدائی آیات سن کر بے حد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش ہوئے اور دعا دی کہ اللہ آپ کو ترقی بخشے نیز فرمایا کہ تم نے ابھی تک اپنے لہجہ کو کما حقہ محفوظ کیا ہوا ہے۔

قاری صاحب کے تلامذہ

قاری صاحب کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے جن میں قاری عبدالشکور صاحب برق حال مقیم جدہ سعودی عرب، الشیخ المقری مولانا قاری محمد عزیر صاحب فاضل قراءات سبعہ، الشیخ قاری محمد ادریس عاصم فاضل قراءات سبعہ، قاری محمد سعید چترالوی حال مقیم دبئی، قاری الٰہی بخش نظامی، قاری عبدالحلیم چترالوی، قاری عبدالباعث سرحدی، فاضل قراءات سبعہ وعشرہ، محترم قاری عبدالرحمٰن صاحب ڈیروی فاضل قراءات سبعہ وعشرہ، قاری محمد یوسف لکھنوَ، قاری عطاء اللہ ڈیروی، فاضل قراءات سبعہ وعشرہ، قاری محمد امین کیمل پوری، قاری عبدالستار فاضل قراءات سبعہ وعشرہ، قاری عبدالرشید، عبیدالرحمٰن بلتستانی اور قاری بزرگ شاہ فاضل جامعۃ الازہر قاہرہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

قاری محمد ادریس عاصم

مولانا قاری اظہار احمد تھانوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ علم وعمل کا آفتاب تھے جو بھی ان کی مجلس میں آیا ان سے تعلق پر فخر کرتا تھا۔ اور علم کی جھولیاں بھر کے لے جاتا تھا۔

نظر کے نور نے روشن کیا سینے کو
اب اہل درد ترستے ہیں اس قرینے کو

حضرت الاستاذ کو علامہ شاطبی رحمہ اللہ، علامہ جزری رحمہ اللہ اور علامہ دانی رحمہ اللہ کا حقیقی جانشین کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا، کیونکہ حقیقت میں قاری صاحب ان علماء کے علوم کے وارث ہیں۔ صرف راقم ہی نہیں دنیا بھر کے استاد، جو اپنے فن میں ماہر ہیں، حضرت الاستاذ کی تعریف میں رطب السان ہیں۔

حضرت الاستاذ مارچ ۱۹۸۴ء میں بحیثیت جج پاکستان کی طرف سے نامزد ہو کر مکہ مکرمہ میں ہونے والے انٹرنیشنل مقابلہ حفظ قرآن والتجوید والتفسیر میں تشریف لے گئے۔ حضرت الاستاذ اپنے مخصوص پاکستانی لباس شیروانی، شلوار اور جناح کیپ زیب تن کئے مقابلہ کے ہال میں تشریف لائے تو عجیب شان نظر آئی وضع قطع بارعب، باوقار انداز میں تلاوت فرمائی، ایسی عمدہ اور میٹھی آواز کہ دل جکڑے۔ نہ صرف ماہرین فن بلکہ اکابرین بھی آپ کی علمی شخصیت کے معترف تھے۔ جن میں مولانا قاری عبدالعزیز شوقی صاحب، مولانا قاری محمد صدیق لکھنوَ صاحب مدظلہ، مولانا قاری سید حسن شاہ صاحب، مولانا قاری عبدالوہاب مکی، مولانا قاری محمد شریف صاحب شامل ہیں۔ مولانا قاری حسین صاحب کو سیالکوٹ سے منعقدہ محفل قراءات کے احوال لکھنے کا کہا گیا تو انہوں نے فوراً فرمایا:

''بھائی اس کے لئے تو قاری اظہار احمد سے رجوع کرو وہ عالم فاضل آدمی ہیں۔ نہایت ادیبانہ انداز میں محفل کی روئیداد تحریر کریں گے۔''

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اکابر بھی حضرت الاستاذ کی علمی شخصیت کے معترف تھے۔ اکابرین کا ذکر آئے تو سب سے پہلے قاری صاحب کے دیرینہ رفیق الاستاد القراء حضرت قاری محمد صدیق ہیں۔ قاری صدیق فرماتے ہیں:

''اللہ ان خادمین قرآن کو ثواب سے فیض یاب فرمائیں اور دوسرے لوگوں کو ان کے لب ولہجہ کو اپنانے کی توفیق دے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا قاری عبدالماجد ذاکر صاحب

یہاں ہم محترم عبدالماجد ذاکر صاحب کی تقریرات کا اقتباس نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے قاری اظہار احمد تھانوی کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس جو ۱۹/دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات کو ریاض سعودی عرب میں ہوا۔

جہاں تک ان کی للّٰہیت تقویٰ اور طہارت کی بات ہے، اس میں وہ بہت اونچے مرتبے پر فائز تھے جس پر ہم صرف رشک اور تمنا ہی کر سکتے ہیں ساتھ ساتھ جہاں تک حضرت موحوم کی خوش خلقی اور کریمانہ اخلاق کی بات ہے اس میں بھی ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ جو چیز ان کو ممتاز کرتی ہے وہ ان کا عجز وانکسار تھا۔ اللہ تعالی نے ان کو جتنے علوم وفنون سے نوازا وہ اتنے ہی متواضع تھے ہر اس درخت کی مانند جو پھلوں سے لدا ہوا اور اس کی شاخیں زمین پر جھکی ہوں۔

استاد الحفاظ قاری احمد دین صاحب رحمہ اللہ

قاری احمد دین صاحب مدظلہ العالی قاری صاحب کے رفیق تھے۔ لکھتے ہیں کہ قاری صاحب کو شعر و شاعری کا ذوق بھی تھا ایک روز میں نے چہرہ پر خوشی کے آثار نہ دیکھے تو وجہ دریافت کی جواباً فرمایا:

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

پھر دوسرا شعر سنایا:

وفا شعار ہمیں تھے اٹھی ہمیں پر نظر
جو دل معتبر ہوں وہی دکھائے جاتے ہیں

قاری احمد دین صاحب قاری صاحب کی وفات کے متعلق لکھتے ہیں کہ آہ! اپنے رفیق دیرینہ دوست اور زندگی بھر کے ساتھی کو منوں مٹی تلے دبا کر الوداع کہا اور اللہ کے سپرد کر کے چلا آیا۔

شیخ القراء کے اساتذہ کرام

مفتی جمیل احمد تھانوی، شیخ الحدیث مولانا زکریا مدنی، مفتی قاری سعید احمد اجراری، علامہ سعید احمد فاروقی، مولانا ظہور الحسن کسولوی، مولانا سید عبداللطیف، مولانا عبدالرحمٰن کامھوری، مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی، مولانا شاہ محمد اسد اللہ صاحب، مولانا امیر احمد کاندھلوی، مولانا قاری عبدالخالق، مولانا قاری عبدالمالک، مولانا عبدالرحمٰن مکی، مولانا قاری عبداللہ مکی۔

قاری سرفراز احمد تھانوی

قاری سرفراز احمد لکھتے ہیں کہ حضرت قاری صاحب نے پاکستان تشریف لا کر تین مرتبہ رمضان میں قرآن سنایا۔ ایک مرتبہ گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین کے ہاں گورنر جنرل ہاؤس کراچی میں، ایک مرتبہ ٹنڈو والہ یار کے قیام کے دوران وہاں کی مسجد میں اور تیسری اور آخری مرتبہ مدینہ مسجد پرانی انارکلی لاہور کی مسجد میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مدارس اور ادارے جہاں حضرت شیخ القراء نے تحصیل علم کی

وہ مدارس جن میں قاری صاحب نے زانوئے تلمذ تہہ کیے درج ذیل ہیں:

مدرسہ مظاہر العلوم

یہ وہ مادر علمی ہے جہاں سے شیخ نے نامور علماء حق سے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ یہاں صحاح ستہ اور علوم حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔

مدرسہ تجوید القرآن

اس مدرسہ سے عرصۂ دراز تک ماہر فنون تجوید وقراءت حضرت مولانا قاری المقری عبدالخالق سے مشق اور ابتدائی تجوید کے رموز سیکھتے رہے۔

دار العلوم اسلامیہ برائے انارکلی پنجاب یونیورسٹی

حضرت شیخ القراء یہاں سے منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحان پاس کیے۔ وہ ادارے جہاں تدریسی خدمات سرانجام دیں ان میں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور، مدرسہ تعلیم القرآن مکھڈ (ضلع کیملپور)، مدرسہ تجوید القرآن مسجد چینیانوالی اہل حدیث لاہور، مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی (اسلام آباد)، مدرسہ تجوید القرآن لاہور۔ وہ مساجد جہاں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے، جامع مسجد مقدس (پرانی انارکلی لاہور)، جامع مسجد گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر (ملتان روڈ لاہور)

حضرت قاری صاحب کی تصنیفی خدمات

جمال القرآن مع حواشی جدیدہ

تجوید کی یہ کتاب برصغیر پاک وہند کے تمام دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

تیسیر التجوید مع حواشی مفیدہ

یہ کتاب قاری عبدالخالق رحمہ اللہ کی تھی، جو دینی مدارس میں شامل تھی۔ قاری اظہار صاحب رحمہ اللہ کے حواشی سے مزین ہونے کے بعد مزید سہل ہوگئی۔

اشعار مقدمۃ الجزریۃ وتحفۃ الأطفال کا اُردو ترجمہ

ان قصائد کے قراء نے بہت سے تراجم کئے ہیں۔مگر قاری اظہار احمد تھانوی کا ترجمہ طلباء کے لئے بہت آسان ہے۔

خلاصۃ التجوید

اپنے نام کی طرح یہ کتاب تجوید کی دوسری کتابوں کی نسبت بہت آسان ہے۔ چالیس اسباق میں پورا فن تجوید آسان انداز میں مرتب کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجموعہ نادرہ

یہ وہ رسائل ہیں جو عرصہ سے گم گشتہ ہو گئے تھے۔انہیں دوبارہ شائع کیا گیا تھا۔

الجواهر النقيه شرح مقدمة الجزريه

یہ شرح پچاس سے زائد فنی کتب کا نچوڑ ہے جس میں متعلقہ مسائل پر کھل کر بات کی گئی ہے۔

الحواشی المفهمه فی شرح المقدمة

شرح شاطبیہ اردو، امانیہ شرح شاطبیہ (اردو)، توضیح المرام فی وقف حمزۃ وہشام (اردو)، تنشيط الطبع فی اجراء السبع محشی (اردو)، الدراری شرح الدرۃ (اردو)، ایضاح المقاصد (اردو)، اخلاق محمدی، پیغام رمضان (اردو)، شجرۃ الاساتذہ (اردو)، تقاریر ابوداؤد شریف (اردو)، المرشد فی التجوید والوقف (عربی)۔

حضرت قاری صاحب نے سوانح امام جزری اور سبعہ احرف نامی دو کتب نامکمل چھوڑی ہیں۔ آخر میں ہم بس اتنا ہی کہیں گے:

علوم قرآن میں بحر ذخائر تھے اظہار
قراءات میں موسم بہار تھے اظہار

وہ حدیث ہو ، فقہ ہو یا ادبی محفلیں
ہر میدان کے شہ سوار تھے اظہار

قرآن کے خادم اس قدر پیدا کئے
علم کے گویا ایک پہاڑ تھے اظہار

حق بات کہنے کا حوصلہ تھا ان میں
جھوٹ کے دل میں مثل خار تھے اظہار

تجوید و قراءات کو زندہ جاوید کر گئے
موسم گل کا سمجھو نکھار تھے اظہار

قول کے پکے تھے وہ فعل کے سچے تھے وہ
شرافت کا چلتا پھرتا شعار تھے اظہار

میں تو کہوں احمد اس زمانے میں احمد
ہر اچھی بات کا اظہار تھے اظہار

(عزیز احمد تھانوی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ